تقدیر و تدبیر

ایک گروہ محض تقدیر کا قائل ہے۔ اور۔ دوسرا گروہ محض تدبیر کا۔ مگر مین
سمجھا اون لوگون کے ہون جو ہر کام مین تدبیر کرنا ضروری خیال کرتے
ہین۔ اور اوسکے نتیجہ کو تقدیر پر چھوڑتے ہین۔ مین کسیقدر شرح وبسط
کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتا ہون۔ کہ کن وجوہ و اولکی بنا پر مین نے اپنی
رائے اسطرح قائم کی ہے۔

جو موجودات دنیا مین ہین یا ہونگے اونکا تعلق یا محض ذات
خداتعالی سے ہوگا یا بندے سے یا دونون سے۔ جنکا تعلق کہ محض ذات
باری سے ہے جیسا (آسمان زمین اور آفتاب و ماہتاب اور اشجار و انہار و
موت وحیات) اور امثال اونکی وہ چیزین ہین کہ اون مین بندہ کو
دخل نہین ہے اور جو امور کہ اون مین محض بندہ کا دخل ہو وہ شق معدوم ہے
لیکن جو امور کہ اون مین بندہ اور خداتعالی کا تعلق ہے وہ بندہ کے فعل

اختیاریہ ہین۔ اور تعلق خداتعالی افعال اختیاریہ مین بنظر ظاہر محسوس
ہنین ہے۔

اور جو امر کہ شان اوسکی ایسی ہو اوسکا ذکر درمیان مین لاکر اپنے کو فوائد
کثیرہ سے محروم رکہنا خلاف عقل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ جب انسان اس بات کو اپنے دل مین جاے دے کہ تدبیر کوئی
چیز نہین سب امور تقدیر سے متعلق ہین تو آخر مین اوسکا نتیجہ بے علمی
جہالت سستی اور کاہلی ہوگا۔ پس جو امر کہ انجام اوسکا یہ ہو اوس پر اتکا اور اعتماد
کرنا اور تدبیر سے کام نہ لینا اچھا ہنین ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ابتدا کار
مین تدبیر کو مقدم کرنا اور انتہا مین تقدیر کے قائل ہونا نہایت مستحسن اور
مفید ہے اور یہ ایسا عمدہ اور مفید مسلک ہے۔ جسکو غالباً فریقین یعنے
اہل تدبیر اور تقدیر بخوشی قبول کرین گے۔ جو لوگ کہ تقدیر ہی کی بہروسے
تدبیر کو چہوڑ بیٹھے ہین اونکے اذہان مین چند امور جاگزین ہین غالباً وہ امور
حسب ذیل ہون گے۔

امر اول۔ یہ ہے کہ ابتدائی حال مین خداتعالی (الست بربکم)
کہکے جلوہ افروز ہوا اور حضرت انسان سے (بلے) کے ساتہہ اقرار لیا۔

وہان ہر آبی و تدبیر اوسکا خدا تعالےٰ لئے تہا نہ وہ -

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے ایک لاشئے محض کو قطرہ نجس سے پیدا کیا اور
اوسکو لباس احسن صورت کا پہنایا اور رحم مادری مین اوسکا مسکن عارضی
قرار دیا۔ بلکہ ابتدا تخلق آسمان و زمین اور عرش و کرسی سے تخلق انسان کے
لیئے تدبیر فرمایا۔ اور یہ امر سب کو معلوم ہی کہ وجود آدم کا اربعہ عناصر سے مرکب
ہی اور اوسمین ہر ایک بنی آدم کا مادہ مشترک تھا۔ اور اوس خداوند کریم
نے اوس مادہ کو موجود ہوسے تک ہزارون بلکہ لاکہون آفات اور بلیات
سے محفوظ رکہا۔ اور یہ بھی امر مسلم ہے کہ جب انسان غذا کہاتا ہے تو وہ غذا
بدل ما یتحلل جسم کا ہو جاتا ہے - اب یہان خیال کرو کہ جب انسان نے گوشت
و فواکہ اور غلہ کو تناول کیا تو ہر ایک چیز مین اوس غذا کے تہ اجزا شامل تھا جو
غیر کو جسم کی فضلہ سے علیحدہ کیا اور باقی اجزا غذا کو خون بنایا۔ اور خون کو
تمام جسم مین گردش دی - اور اس گردش مین ہر ایک عضو نے اپنی استعداد
ما یتحلل کے موافق اوس خون سے ایک جزو کو جذب کیا اور اوس سے
اپنی تکمیل کی - پہر اوس خون سرخ کی ہیئت و صورت مین تبدیل کر کے
سفید بنایا۔ وہ سفید پانی کے جو متعدد جز تھے اون مین تیرے اصلی جز کو

رحم مادر مین قرار دیا۔ اور رحم مادر کو اوسکے لیئے قابل بنایا۔ اور اوس قطرۂ آب
سفید کو شکم مادر مین گوناگون لباس سے مزین فرمایا۔ اوسکے لئے جو اعضا لامناسب
تھے تیار کئے اور اس ترکیب سے تیار کئے کہ سب زیبا اور نہایت حسین اور خوبصورت
نظر آتے ہین اور تیری مادر کو جمیع امراض مہلکہ سے اور حمل کو اسقاط سے
محفوظ رکھا۔ اور بعد تکمیل مدت حمل کے ایک راہ تنگ سے صحیح و سالم پیدا
کیا۔ قبل از پیدائش کے تیرے لئے غذا مناسب تجویز فرمائی تاکہ تجھکو اوسکے
کھانے سے قوت و توانائی حاصل ہو جائے اور اوس غذا مین کسیطرحکی سختی اور
ثقالت نہین رکھی اگر سختی اور ثقالت ہوتی تو ضرور بسبب ناتوانی کے اوسکے
ہضم مین تو مضائقہ کرتا۔ اور تیری قوت و توانائی حاصل ہونے تک حتی کہ
بلوغ تک تیرے والدین اور اولیا کو تیری خبرداری اور اصلاح کے لیئے
مہربان فرمایا تیری ماں نے تیری راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھا۔
اور تو جب شب مین کسی درد اور اذیت کے باعث گریہ کرتا تھا تو وہ تجھکو اپنی
سینے پر رکھکر طرح طرحکی خوش آوازی سے تجھکو لولی دیتی تھی تاکہ تو تسکین
پائے۔ اور اُسوقت مین تیری والدہ کو کسیطرح اپنے آرام و راحت کا خیال
نہین ہوتا تھا۔ اگر خیال تھا تو اس بات کا کہ تو بہرطور آرام حاصل کرے اور جلد

جوان ہو جائے اور تیرے حسن و جمال اور جوانی کے بناؤ دیکھکے اپنی
آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ کیا یہ سب امور تیری تدبیر سے ظہور پائے ہیں ہرگز نہیں
اور جب تو صحیح اور تندرست رہتا تھا تو تیری ماں تجھکو گود میں لیتی اور بے اختیار
تیری بلائیں لیتی۔ اور اپنے کو آپ بچہ بنانی اور توتلی زبان نرم آواز سے تجھ سے
باتیں کرتی اور کھیلتی تھی۔ اور نظر محبت سے بوسہ اور بلائیں لیتی۔ شام کو
نظر اوتارتی۔ کچھ نہیں چار بلا دین ہی صحیح۔ الغرض جو فکر تھی اوسکو تیری
بھلائی کی اور جو تدبیر تھی اوسکو تیری درستگی کی۔

اب فرمائیے کہ کیا یہ سب آپ کی تدابیر کے نتائج تھے یا کچھ اور کبھی نہیں
نہیں نہیں ہزار بار نہیں بلکہ بے شمار بار نہیں۔ یہ سب تیرے لئے اوس مالک
مختار نے بلا درخواست تیرے مہیا اور موجود کیا۔ اب جب تو توانا ہوا تو کیا
تجھکو بلا تدبیر چھوڑ دیگا۔ جو تو طرف تدبیر کے روان دوان ہے۔ بلکہ میرے نزدیک
تو باوجود اس علم کے پھر تدبیر کرے تو تجھکو احسان فراموش اور کافر نعمت کہا
جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ پس اسصورت مین انسان کو لازم ہے کہ عنان اختیار کو
ہاتھ سے ڈالدے۔ اپنے کو اور اپنے کل امور کو اوس کے تفویض کر دے اور
کہے افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

امر دوم - یہ ہے کہ خدا تعالی نے عرش و کرسی کو اپنی قدرت و تدبیر سے
قایم کیا اور ارض و سما شمس و قمر کو اپنی تدبیر سے مستفید فرمایا۔ تو ذات تیری
بہ نسبت ان اشیا کے بالکل بے حقیقت اور بے مقدار ہے۔ اس صورت میں
یہ امر خلاف قیاس ہے کہ تیرے لیے وہ تدبیر نہ کرے -

امر سوم - یہ ہے کہ خدا تعالی سب کا مولے اور مالک ہے اور انسان اوسکے
غلام اور عبید ہیں اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ غلام روبرو مالک و مولے کے
بے اختیار ہے جب یہ امر متحقق ہوا تو کہا جائے گا کہ اللہ کو اپنے مملوک کے لیے
تدبیر کرنا ضروریات سے ہے - اور اوسمیں غلام کو دخل دینا ناجائز بلکہ بے ادبی ہے
ایک بزرگ نے اپنے مرشد سے مفلسی اور تنگدستی کی شکایت کی - مرشد نے
ارشاد فرمایا کہ اگر ذات تمہاری مخلوق تمہاری ہے تو اوسکے لیے تدبیر کرو -
اور اگر مخلوق خدا تعالی کی ہے تو اوسکو سونپو - اوسکی تدبیر وہ خود کریگا - پہر مرشد نے
فرمایا (الراحته فی الاستسلام الی الله تعالی و ترک التدبیر معه) -

امر چہارم - یہ ہے کہ دنیا خدا تعالی کا گہر ہے - اور انسان اوسمیں بطور
مہمان کے اور خدا تعالی بطور میزبان کے ہے - اور لوازم مہمانداری سے یہ ہے کہ
میزبان مہمان کے کل حوائج کا متکفل ہووے - اور مہمانداری تین روز کی

ہوتی ہے۔ اور ایک روز نزدیک خدا تعالیٰ کی ہزار سال کا ہوتا ہی۔ اس
حساب سی ظاہر ہوا کہ تین ہزار سال تک ہمکو کسیطرح کی تدبیر نہ کرنا چاہئے۔ عمر طبعی
تک دنیا مین باقی سال آخرت مین۔ چونکہ آخرت مین انسان کو تدبیر کرنا غیر
مسلم ہے۔ تو اس زمانہ قلیل مین بطریق اولٰے ترک تدبیر تسلیم کیجائے۔
امر پنجم۔ یہ ہی کہ آدم علیہ السّلام سے جب خلود قیام کے لئے جنت مین
تدبیر کی اور شجرۂ گندم سے چاشنی حاصل کی تو خدا تعالیٰ نے اون کی تدبیر کو نامنظور
فرمایا اور انہین جنت سی خارج کیا۔ جب ایسا جلیل القدر نبی بسبب تدبیر کے معتوب ہو تو
دوسرونکو مثل ما و شما کے تدبیر سے کیا فائدہ حاصل ہوگا بیشک اگر آدم علیہ السّلام
تسلیم و رضا کو اختیار فرماتے تو ہرگز زمین پر تشریف نہ لاتے وہ اور اونکی اولاد
مصائب متنوعہ اور آفات لاتحصیٰ مین گرفتار نہ ہوتے جیسا کہ ابراہیم علیہ السّلام
نے تسلیم و رضا کو اختیار کیا۔ اوسکا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ نار گلزار ہو گئی۔
ملخص اس قصہ کا یہ ہی کہ ابراہیم علیہ السلام منجنیق پر چڑہائے گئے۔ اور قریب تہا
کہ آتش شعلہ زن مین جسکی حرارت سے بارہ بارہ کوس تک کوئی ذی روح
نہ ٹھہر سکتا تہا۔ جہونکے جائین۔ اور اس حال کے معائنہ سے ارض و سما مین ایک
حشر برپا تہا۔ اسوقت جبرئیل علیہ السّلام نے درگاہ رب الجلیل مین واسطے خلاصی

نیکی کے عوض کی۔ ارشاد ہوا کہ اگر میرا خلیل تجھسے مدد چاہے تو اوسکی امداد کرو
ورنہ اوسکو حال پر چھوڑ دو پس جبرئیل امین آئے اور اس حالت پُر آشوب مین حضرت
براہیم سے فرمایا (الک حاجۃ) کیا تجھکو حاجت ہے حضرت نے جواب مین
فرمایا (اما الیک فلا) لیکن تجھسے کچھہ حاجت نہین ہے۔
شرط تدبیر یہ تھی کہ آپ خواہش ظاہر فرماتے۔ لیکن ایسا نہین کیا جبرئیل نے
فرمایا۔ آپ خدا تعالیٰ کے تو محتاج ہین۔ اوس سے سوال کیجیے اور اپنی حاجت چاہیے
اوسکے جواب مین فرمایا "علمہ بحالی حسبی من سوالی" خدا تعالیٰ کو میرے حال
کی اطلاع حاصل ہے پس مجھکو سوال کی ضرورت نہین ہے پس یہی امر حضرت براہیم کے نجات کا ہوا
جن وجوہ نے حضرات کو تدبیر کرنے سے روکا۔ وہ پانچ ہین جیسا کہ اوپر کے
چند سطور مین لکھا گیا ہے۔

خلاصہ اون امور کا یہ ہے۔

(۱) ازل سے انسان کے پیدا ہونے تک خدا تعالیٰ کی تدبیر اور تربیت۔
(۲) جب خدا تعالیٰ اعظم مخلوق کا خود متکفل ہے تو انسان ضعیف البنیان کا بطریق اولیٰ ہوگا
(۳) خدا تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے۔ اور کل انسان اوسکے غلام و عبید ہین۔ اور عبید کے جمیع
حوائج کا مولیٰ متکفل ہوتا ہے۔

(۴) دار دنیا مہمان سرا ہے اور خدا تعالی میزبان اور انسان اوسکا مہمان اور مہمان کی مہمانداری میزبان پر واجب ہے۔

(۵) آدم علیہ السلام کا خروج جنت سے بسبب تدبیر کے ہوا اور ابراہیم کی نجات عدم تدبیر سے ہوئی۔

جب میرے نزدیک بلحاظ ادلہ قوی ابتدا مین تدبیر کے معتقد ہونا اور انتہا مین تقدیر کے قائل ہونا مسلم ہے تو ضرور ہے کہ خمسہ امور مذکورہ کا جواب لکھون اور جن صاحبون کی طبیعت ادلہ و براہین بالا کی سماعت سے سستی کیطرف مائل اور جہالت کے دریا مین غوطہ زن ہے اونہین اوس سے نکالون اور امور متذکرہ صدر کا جواب دون۔

جواب امر اول واضح ہو کہ اوس شاہد غیب نے اپنی کو ہزارون پردہ تقدس مین اسلیے مخفی اور محتجب رکھا تاکہ عشاق اوسکی تلاش و دریافت مین اپنی کو مصروف و مشغول رکھین اور عبادت مین جو سر کو زمین پر رگڑتے ہین انواع و اقسام کی نعع مین التجا و زاری کرتے ہین غایت اوسکی یہ ہے کہ اوسکا کیطرح بھی جلوہ نظر آئے لیکن اوس بے پرواہ عالم کا کیسا اس دنیا مین اس جسم سے وصال نہین ہوا جب زیادہ اصرار کیا تو لن ترانی کا خطاب پایا لیکن اوس عیار نے اپنے چند گماشتون کو اس دار دنیا مین روانہ فرمایا تاکہ اونکے واسطے سے حضرت انسان اپنی سود و

زیان کا موازنہ کر سکے کاربند ہو۔ وہ گماشتے کون ہین یعنی حواس عشرہ مین جن مین پانچ حواس ظاہری ہین یعنی قوت بصارت اور قوت سماعت اور قوت ذوق اور قوت شم۔ اور قوت لمس۔ اور پانچ باطنی ہین یعنی حس مشترک خیال۔ وہم۔ حافظہ متصرفہ۔ جس طرح کہ اوس ذات اقدس نے اپنے کو ظاہر نہین کیا۔ ایسے ہی اوسکے گماشتونکو بھی کسی نے ظاہر نہین دیکھا۔ اور ان حواس کو تعین فرمانے سے خداوند کریم کی یہ غرض ہے کہ انسان اونسے کامل بنے۔

خدا تعالے نے ازل سے اوسکے بالغ ہونے تک جو اوس کے لیئے تدبیر و تولیت فرمائی اوسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی عقل کامل ورنہ اوسمین کاروبار کرنیکی قدرت نہ تھی اوسمین توانائی پیدا ہوتے ہی والدین اوسکی غمخواری اور پرورش سے جیسا کہ خوردسالی مین نگرانی کرتے تھے کنارہ کش ہوگئے۔ پس ایسا ہی خدا تعالی اوسکو جب عقل کامل اور توانائی عنایت فرماتا ہے اوسکو اوسکی تدبیر کے حوالہ کرتا ہے۔ اگر تدبیر کرنے سے کام حسب مراد نہ نکلے تو کہنا چاہیئے کہ تدبیر ہی ناقص نکلی تھی یا تقدیر مین ایسا ہی لکھا ہوا تھا۔ جاننا چاہیئے کہ عقل وہ مشعل پر ضیا ہے کہ انسان اوسکے ذریعہ سے تاریکی جہالت و ضلالت سے نجات پاتا ہے۔ اگر انسان عقل سے کام نہ لیگا تو ضرور اوسکو مصائب اور گمراہیون مین پھنسنا ہوگا جسطرح سے کہ ایک شخص مشعل سے کام نہ لیکر مصیبت مین گرفتار ہوا

اوسکا قصہ یہ ہی کہ ایک مسافر کو راہ چلتے چلتے اتفاق سے شب ہو گئی راہ مین
ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اوس نے اوس مسافر سے کہا کہ یہ راہ جسطرف تم جانا
چاہتے ہو پر خطر ہی۔ اوسمین موذیات ہین اور راہ بہت تنگ اور پیچیدہ ہی۔ اور
راہ کے اکثر مقامات مین نشیب و فراز متعدد چاہ بھی واقع ہین۔ اسلئے مین
تمہین ایک مشعل دیتا ہون کہ اوس کے ذریعہ سے تم راہ آسانی سے طے
کروگے لیکن مسافر ہٹ دہرم تھا مشعل تو لے گیا۔ مگر مشعل کو روشن نہ کیا
تہوڑی راہ طے نہ کی تھی کہ ایک شیر خونخوار سے سامنا ہوا۔ اور یہ مسافر
اوسکے معائنہ سے گہبرایا۔ اور وہان سے گریز کرنے کا قصد کیا۔ اچانک ایک
راہ تاریک مین گر پڑا اور ہلاک ہو گیا۔ اگر یہ مسافر اوس مشعل کی روشنی سے
مسافت طے کرتا تو امید تہی کہ ہلاک نہ ہوتا۔

پس ایسا ہی ہوگا اوس شخص کا حال جو مشعل عقل سے کام نہ لیگا۔
لہذا اسباب کو نظر کرتے حکما و علما نے عقل سے کام لیا۔ صدہا کتب حکمت
عملی و نظری کی لکہین۔ اور آلات صناعت و زراعت اور تہیار حرب و ضرب ایجاد
کئے اگر وہ حضرات اپنی عقل کو اسطرف متوجہ نفرماتے تو دین و دنیا کے
کام بالکل بے رونق رہتے۔ بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ اس جہان کا اس ہولوی سے

معمور وآباد رہنا محال و دشوار ہوتا - اور انسان بغیر طعام ولباس کے راہ عدم کی نا پنہتے یہ عمدہ عمدہ لباس اور اقسام اقسام کے طعام لذیذ اور ریل کی وہ تیز رو سواری اور تار برقی کی وہ جلد خبرین (جو ہر کھٹ کی آواز ہوئی اور سوکوس پر دن سے خبر موجود) اور بجلی کے وہ آفتاب نما چراغ جو شب تاریک کو اپنی ضیا سے مثل روز روشن کر دکہاین - اور جہازون کی خوش رفتاری اور مکانونکی بناوٹ وسجاوٹ اور گلشن وبوستان کی سیر کیونکر اور کسکو نصیب ہوتی پس اس مسئلہ کا عملی تصفیہ اسطرح ہونا چاہیئے کہ جو صاحب تدبیر کے قائل نہین تو او نہین چاہیئے کہ جو اشیا تدبیر بشری سے پیدا ظاہر ہوئے ہین اونکے انتفاع کو ترک کرین او سوقت ہم قائل ہو جاینگے کہ وہ اپنے اعتقاد کے پورے ہین -

جواب امر دوم

قائل نے معظمات مخلوق سے ارادہ کیا ہے - آسمان و زمین اور آفتاب و ماہتاب اور موت وحیات سے اور اس امر کا بہی بیان کیا کہ اس معظم مخلوق کا خود خدا تعالی متکفل ومدبر ہے - مین اسموقع پر اس قدر بیان کرنا کافی خیال کرتا ہون کہ ہم آسمان و زمین اور آفتاب وماہتاب وغیرہ کو متحرک پاتی ہین اور یہ حرکت اونکی کسی تدبیر کے سبب ہو رہی ہے -

جب سلسلہ مخلوق بلا تدبیر نہین رہ سکتی تو ہمین بطریق اولے تدبیر اور اپنے کو
حرکت مین لانا واجب ہوا۔ اگر کوئی شخص اوسکی تحریک کا منکر ہو تو گویا امر بدیہی کا
منکر ہوا یہ امر غیر جائز ہے۔

جواب امر سوم۔ ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین کہ خدا تعالی ہمارا مالک و مولے
ہے۔ اور ہم اوسکے غلام اور عبید ہین۔ لیکن یہ بات ہرگز لائق نہین ہے کہ
خود غلام تو بیکار بیٹھے اور مولے سے سب کام تابعداری کے لینے کی توقع
رکھے۔ بلکہ اس طریقہ سے معاملہ بالعکس ہو جائیگا۔ پس یہ امر مستلزم
بے ادبی ہے یا نہین بلکہ عبید کا کام یہ ہے کہ کل امور کو اپنے اور اپنے
مالک کے بآئین ہین درست طور سے ادا کرے اور ہمیشہ مالک کی
اطاعت کو اپنا فخر سمجھے۔ غلام کا کام تدبیر ہے۔ اور مالک کا کام جو
بندہ سے متعلق ہے وہ عبادت ہے۔ پس اس سے بطور معانی
معلوم ہو گیا کہ انسان کو ہمیشہ تدبیر کی طرف رجوع ہونا چاہیئے
اور خدا تعالی کی عبادت کی طرف بھی۔ *

جواب امر چہارم۔ ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ دنیا
مہمان سرا اور خدا تعالی میزبان اور ہم اوسکے مہمان ہین چنانچہ

* عبادت بجز خدمت خلق ذریعہ بہشت نیست۔ ایڈیٹر

حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے

ادیم زمین سفرۂ عام اوست
برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

اور حسب قاعدہ مقررہ میزبان پر واجب ہے کہ دسترخوانکو
سترہ اور صاف کرکے آراستہ کرے اور اوسپر نعمت ہا سے
نفیس و عمدہ رکھے اور جو چیز مہمان کی ضرورت مین داخل ہے
مہیا کرے ۔ چنانچہ خدا تعالی نے اولا زمین کو مسطح قابل رویدگی
بنایا ۔ اور آسمان سے پانی نازل فرمایا ۔ اور ہوا جاری کی ۔ اور
آفتاب و ماہتاب کی روشنی سے فرحت بخشی اور دریا جاری کئے
اور بے حساب اشیاء ضروری کو جو انسان اور حیوان کی محتاج
الیہ ہین بلکہ باعث اوسکے زندگی کا ہے بلا روک ٹوک موجود کئیے پس
جیسا کہ مہمان کو لازم ہے کہ دسترخوان مہمانی سے جو اوسکے مناسب
اور مرغوب طبع ہے تناول فرمائے ۔ اور نعماے بوقلمون
سے یکے بعد دیگرے دیکھہ سمجھہ کر ہاتھہ اور دہن مین لے ۔ اوسکو
نہایت تمیز سے خوب چابنا اور آہستہ کہانا وغیرہ وغیرہ یہ سب

مہمان کی تدبیر و فکر سے متعلق ہے - میزبان پر یہ واجب نہین ہے کہ
خواہ مخواہ اپنے ہاتھ سے مہمان کے مُنہ مین لقمہ ہاے طعام زبردستی
خواہ اوسکو اشتہا ہو یا نہ ہو خواہ اوسکو رغبت ہو یا نہ ہو داخل
کرے - اگر ایسا کرے گا تو وہ دعوت دہہائی منجر بعداوت و دشمنی ہوگی
پس مہمان سرائے دنیا مین بھی یہ عمل لازم ہے کہ انسان
اپنی تدبیر و فکر سے ان نعمتون کا استعمال کرے - پس دنیا مین
تقدیر آلہی سے یہ فعل صادر ہوا کہ تمام اشیاء محتاج الیہا موجود
کئے گئے - اب فعل تدبیر کا یہ ہے کہ اوس سے بموجب عقل
و تدبیر اپنا رزق و فائدہ حاصل کرے وھو المراد -

جواب امر پنجم

آدم علیہ السلام کا معتوب ہونا محض بنظر تدبیر نہین ہوا بلکہ آدم علیہ السلام
کا شجرہ منہی عنہ سے استفادہ باعث عتاب ہوا - لیکن اگر بچشم بصیرت
دیکھا جاسے تو ظاہر ہونا ممکن ہی کہ فوائد بیشمار جلوہ ظہور پاسے -
اگر یہ تدبیر کیجاتی تو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
اور دوسرے انبیاء علیہ السلام او رحکما و علما کا صدور نہ ہوتا - اور

ان حضرات کے وجود سے جو جو فوائد دینی و دینوی ظاہر ہوئے وہ مخفی نہین ہین۔ *

اس مقام پر یہ امر لایق یاد رکہنے کے ہے کہ جب اوس تدبیر عتابی سے فوائد بے حساب کا ظہور ہوا ہے تو جو تدبیر کہ بلا عتاب ہو اوس مین فوائد کثیرہ کا ظاہر ہونا بلاشک و شبہ لایق تسلیم ہے اور ابراہیم علیہ السلام نے بنظر ظاہر اگرچہ کوئی تدبیر نہین کی لیکن بنظر باطن ایک ایسی معظم و بزرگ تدبیر عمل مین لائے کہ جس سے خود خالق ارض و سما اوپر متوجہ ہوا۔ اور باران رحمت سے نار گلزار بن گئی۔ الغرض تدبیر کرنا ابتدا مین واجب و لازم ہے۔ اور انتہا مین تقدیر کے حوالہ کرنا اور قائل ہونا مسلم۔ پس اپنی کلام کو السعی منی والاتمام من اللہ پر ختم کرتا ہون فقط

راقمہ

سید رحیم الدین

* نوٹ۔ بلکہ بحیثیت مجموعی وجود آدم سبب تخلیق مخلوق معظم ہو۔ اڈیٹر۔